يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

# ترجمان

پندرہ روزہ

دہلی

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیت اہل حدیث ہند کا نقیب

مدیر
حافظ محمد یوسف
معاونین
محمد سلیمان صابر
عبدالرشید ندوی

جلد ۳۸) یکم مئی سنہ ۱۹۸۳ء (شمارہ ۱۵

## دو میعادیں

وہی خدا جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے "دو اجلیں" یعنی دو میعادیں ٹھہرا دیں۔ ایک زندگی و معیشت کی مہلت ہے۔ دوسری روز قیامت کا مقررہ وقت پہلی میعاد عمل کے لئے دوسری نتائج عمل کے فیصلے کے لئے۔

(قرآن)

# انجیل میں تحریف

حضرت مولانا محمد عثمان فارقلیط ؒ کا ذیل کا مضمون راقم الحروف کو مولانا مرحوم کی یاد داشتوں سے ملا۔ غالباً یہ انہوں نے الجمعیۃ سے سبکدوش ہونے کے بعد شاید ۱۹۷۵ء میں لکھا تھا۔ چونکہ مضمون کی افادیت آج بھی اپنی جگہ موجود ہے اس لئے اسے ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ (صابر)

راقم الحروف کو حال ہی میں عیسائیوں کی مقدس کتاب عہد نامہ جدید کی ایک جلد ہاتھ لگی ہے۔ یہ دہلی میں پڑھے لکھے مسلم گھرانوں میں مفت تقسیم کی گئی ہے۔ گو مجھے اس سعادت سے محروم رکھا گیا ہے۔ اس عہد نامہ جدید کو دی ورلڈ ہوم بائبل لیگ (سمالینڈ) نے شائع کیا ہے۔ میں نے ایک ہی روز میں وہی اس کے چند مقامات کا مقابلہ اب تک کی شائع شدہ تمام اردو، عربی، فارسی، انگریزی اور رومن انجیلوں سے کرکے دیکھا اور یہ رائے قائم کی کہ اس تازہ ایڈیشن میں بڑی جسارت کے ساتھ ان مقامات کو بدلا گیا ہے جن پر بائبل کے ناقدین ہمیشہ تنقید اور اعتراض کرتے آئے ہیں، اور جن کا کوئی جواب عیسائیوں کے پاس نہیں ہے۔ مجھے اس پر زیادہ حیرت نہیں ہوئی۔ کیونکہ جس کتب مقدسہ میں ہمیشہ ردوبدل ہوتا آیا ہے۔ وہ عیسائی پہلے بائبل کا ترجمہ ہر زبان میں "اتھورائزڈ ورشن" (مستند ترجمہ) کے نام سے شائع کیا گیا تھا جس میں پوری طرح من مانی تحریف کی گئی۔ اس کے بعد "ریوائزڈ ورشن" (نظرثانی شدہ ترجمہ) شائع کیا گیا، جس میں مزید تحریفات عمل میں لائی گئیں۔ اور اصل عبارتوں کا مفہوم بدلا گیا۔ یہ نظرثانی شدہ ترجمہ آج تک چل رہا ہے۔

عہد نامہ جدید کا یہ تازہ ترین ایڈیشن جو "السنڈرڈ ورشن" سے شائع کیا گیا ہے، اس میں پوری ڈھٹائی کے ساتھ تمام سابقہ ترجموں سے انحراف کرکے نہ صرف عبارتوں کو بلکہ ان کے مفہوم کو بھی بدل دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے "اتھورائزڈ ورشن" اور "ریوائزڈ ورشن" میں کوئی معمولی تحریف کی گئی تھی کہ اب پھر ترمیم اور تبدیلی کا سلسلہ جاری کرنا پڑا۔ پہلے تمام ترجموں کی بابت "پروٹسٹنٹ" ڈاکٹر براؤن کی یہ شہادت کافی ہوگی کہ (انگریزی بائبل میں اس قدر تحریف ہے کہ ہزار ہا روحیں ان کے ذریعہ دوزخ کی آگ میں جا چکی ہیں)

(دینی تعلیم سلسلہ ۱۲ شائع کردہ کیتھولک ٹروتھ سوسائٹی)

عیسائیوں کے پاس جو جعلی کتابیں ہیں ان میں اگر نئی تحریف ہو تو ہمیں اس سے کیا دلچسپی۔ مگر حیرت تو اس پر ہے کہ روز روشن میں انجیل مقدس کا مفہوم بدلا جا رہا ہے۔ مگر عیسائیوں کا کوئی فرقہ اس پر احتجاج نہیں کرتا۔ سب دیکھتے ہیں اور چپ ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ کلام الٰہی میں ہاتھ کی یہ صفائی کیوں دکھائی جا رہی ہے اور مسیح کی انجیل سے ایسا مذاق کیوں؟ اسرائیل نے قرآن کریم کی بعض آیات کو حذف کیا اور جعلی نسخے دنیا میں پھیلائے تھے۔ مگر اس پر سارا عالم اسلام چلا اٹھا اور فوراً اس کا تدارک کیا گیا۔

راقم الحروف نے چاہا کہ عیسائیوں کی اس تازہ حرکت سے صدق جدید کے ذریعہ ان لوگوں کو بھی آگاہ کر دیا جائے جو اس قسم کے حادثات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہمارا بطور نمونہ صرف ایک تحریف کا ذکر کیا جاتا ہے۔

انجیل یوحنا کے آخر میں باب ۲۱ آیت ۲۴ کے اندر آپ کو گزشتہ تمام انگریزی، عربی، فارسی، اردو اور رومن ترجموں میں یہ عبارت ملے گی:

"یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کا گواہ اور لکھنے والا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے۔"

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل یوحنا کا مصنف کی حیثیت سے یوحنا کا نام کہیں نہیں آیا بلکہ یوحنا کا لکھنے والا اور ہے اور اس کی سچائی پر گواہی دینے والے اور ہیں۔ نہ لکھنے والے کا نام اور پتہ اور نہ اس کی صحت کا دعویٰ کرنے والوں کا حال معلوم۔ یہ سب گمنام ہیں۔ مگر انجیل کے تازہ ایڈیشن میں اس عبارت کو یوں بدلا گیا ہے:

"میں وہی شاگرد ہوں جو ان باتوں کا دیکھنے والا اور لکھنے والا ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے سچ ہے۔"

اس عبارت سے وہ لوگ نکال دیئے گئے ہیں جو لکھنے والے کی سچائی پر گواہی دیتے تھے۔ "وہی شاگرد ہے" کی جگہ — "میں وہی شاگرد ہوں" — یہ لکھا گیا اور "ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے" کی جگہ "اور ہم سب جانتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے" — مگر اس تبدیلی کی غائب کے صیغہ کی جگہ لکھا ہے — متکلم کے صیغہ کا استعمال اور "ہم" کی گواہی سچی ہے کو حذف کر دینے کا کام اس اعتراض کو ختم کر دیتا ہے۔ جو ناقدین کی طرف سے کیا جاتا ہے اور جس کا کوئی جواب عیسائیوں کے پاس نہیں۔

(۲) گزشتہ اتھورائزڈ ورشن اور ریوائزڈ ورشن کے تمام ترجموں میں مسیح کا جو نسب نامہ لکھا ہے اس میں حضرت مسیح کو حضرت داؤد کا بیٹا لکھا ہے۔

چنانچہ انجیل متی کے شروع ہی میں یہ عبارت لکھی ہے۔

"یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ" نیز انجیل لوقا باب ۱ آیت ۳۲ میں لکھا ہے کہ فرشتہ نے حضرت مریم سے کہا کہ خوف نہ کر تو بیٹا جنے گی اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا وغیرہ۔ لیکن زبور ۲، آیت ۷ میں حضرت داؤد کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اس حساب سے جب حضرت مسیح داؤد کے بیٹے اور حضرت داؤد خدا کے بیٹے قرار پائے تو مسیح بیٹے کے بیٹے ہوئے۔ یعنی خدا کے پوتے۔ کیونکہ بیٹے کا بیٹا پوتا ہوتا ہے۔ اس اعتراض کو رفع کرنے کے لئے عہد نامہ جدید کے نئے ایڈیشن میں حضرت مسیح کو داؤد کی نسل سے قرار دیا اور جن مقامات میں ان کو داؤد کا بیٹا لکھا تھا، وہاں بیٹے کی جگہ بزرگ اور نسل کے الفاظ رکھ دیئے گئے۔ چنانچہ جدید ایڈیشن میں مسیح ابن داؤد کی جگہ:

"یہ سب یسوع کے بزرگ اور شاہ داؤد اور ابراہیم کی نسل سے تھا"

لوقا کی انجیل میں فرشتے نے کہا کہ خداوند خدا مسیح کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا۔ اس کی جگہ نئے ایڈیشن میں عبارت بنائی گئی۔

"اور خداوند ان کے بزرگ داؤد کا تخت اسے دیگا۔"

پہلے حضرت مسیح جو پہلے ترجموں کی رو سے خدا کے پوتے قرار پائے۔ وہ بیک جنبش قلم خدا کے بیٹے بنا دیئے گئے۔ اور حضرت داؤد کو پدری شفقت سے محروم کر دیا گیا۔ جب حضرت مسیح حضرت داؤد کے بیٹے نہ رہے تو خدا کے پوتے بھی نہ ہوئے۔ البتہ یہ ثابت ہوا کہ جب حضرت داؤد بھی خدا کے بیٹے اور حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے تو خدا کے دو بیٹے نکل آئے۔ اور حضرت مسیح کیا خدا کے بیٹے نہ ہوئے حضرت داؤد۔ حضرت داؤد بھی فرزندی میں شریک ہوگئے اور مسیح کی ابنیت والی خصوصیت


# مسلمانوں کو چاہیئے

## کہ دور اندیشی سے کام لیں

## قاضی صاحب کی ہمدردانہ اپیل

برادران اسلام! موجودہ دور میں خوب اور روشن دور میں جبکہ زن و شوہر میں آئے دن جھگڑے فساد اور مقدمہ بازی تک کی نوبت آتی ہے جس میں ہزاروں روپے برباد ہو جاتے ہیں۔ سب سے بڑے ظلم کی بات یہ ہے کہ مدت دراز تک بے زبان عورت کو بے نفقہ کرکے لٹکایا جاتا ہے اور نہ طلاق دیکر معاملہ صاف کیا جاتا ہے۔

ان تمام برائیوں کا واحد حل یہ ہے کہ نکاح اور طلاق، قاضی صاحب کے ذریعہ رجسٹری کرائیں۔ یہ عورت اور مرد دونوں کے لئے لازم و ضروری ہے۔ اسی قسم کے تمام جھگڑے اور فرائض و قضا وغیرہ کے لئے بھی قاضی صاحب کی طرف رجوع کریں۔ کیونکہ ہندوستان گورنمنٹ نے آپ لوگوں کے فائدے کیلئے قاضی مقرر کیا ہے، تاکہ حالات حاضرہ کی ازدواجی زندگی میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ اس کے علاوہ معاشی حالات و معاملات پیچیدہ ہیں تبادلۂ خیالات اور مشورے کرکے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ روزانہ دن میں آتے رہتے ہیں۔ آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت قاضی صاحب حاضر ہیں۔ صبح سے لے کر دس بجے رات تک آفس کھلا رہتا ہے۔

خادم قوم :۔ قاضی مولانا محمد امین حنفی
میرج رجسٹرار اور قاضی۔
قاضی آفس :۔ پانچ بانسیہ، ڈاکخانہ ... (ضلع مرادآباد)

پندرہ روزہ **ترجمان** دہلی

یکم مئی ۱۹۸۳ء

# ایران عراق کے درمیان جنگ بندی

## ایک اور کوشش ناکام

ایران عراق کے درمیان جنگ بند کرانے کی ایک اور کوشش ناکام ہوگئی ہے یہ کوشش حال ہی میں بغداد میں منعقد موتمر اسلامی (اسلامک پاپولر کانفرنس) کی طرف سے کی گئی۔ لیکن ایران نے نہ صرف یہ کہ اس کانفرنس کی جنگ بندی کی اپیل پر کوئی توجہ نہیں دی۔ بلکہ اس کو ایک نام نہاد موتمر اسلامی بھی قرار دیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے عین کانفرنس کے دوران شاید اپنی شدت پسندی کا مظاہرہ کرنے کے لئے ایک بڑا حملہ بھی کیا۔ جسے عراق نے اپنے دعوے کے مطابق بری طرح ناکام بنا دیا۔

جنگ بندی کی کوشش اس سے قبل بھی مختلف اداروں کی طرف سے بڑی اعلیٰ سطح پر ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ اول اقوام متحدہ کے ذریعہ دوم بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے ذریعہ اور سوم ناوابستہ تحریک کے ذریعہ۔ لیکن جبکہ عراق نے جنگ بندی کی ہر تجویز کو مانا اور بلا شرط جنگ بند کرنے اور متنازعہ مسائل کو بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کی پیشکش کی۔ ایران کی پالیسی میں ذرا لچک نہ آئی اور اس نے جنگ بندی کی ہر تجویز کو مسترد کر دیا۔

ابتداء میں اس کا کہنا تھا کہ جنگ اس وقت تک بند نہ ہوگی۔ جب تک کہ دشمن کو نکال باہر نہ کیا جائے گا۔ جو کہ ہمارے گھروں میں گھس گیا ہے۔ اس کے اس اعلان کے پیش نظر عراقی فوجیں جب پسپا ہوگئیں۔ اور ایران نے اپنا تمام علاقہ واپس لیا تو امید بندھی کہ شاید اب جنگ بند ہو جائے۔ لیکن ایران نے اب ایرانی علاقہ سے دشمن کے اخراج کی شرط کے بجائے دوسری مشکل شرطیں پیش کرنا شروع کر دیں۔ ان میں ایک تجویز معاوضہ طلبی کی ہے اتنا زیادہ معاوضہ یا تاوان طلب کیا جا رہا ہے کہ موجودہ حالات میں ممکن ہی نہیں ہے کہ عراق ادا کر سکے۔ اور پھر معاوضہ ہی کی بات نہیں ہے۔ بلکہ عراق میں صدام حسین کی لادینی حکومت کو ختم کر کے وہاں "اسلامی جمہوریت" قائم کرنے کا منصوبہ بھی ہے۔ اور غالباً اسی منصوبہ کے حصول کے لئے ایران جنگ کو طول دے رہا ہے۔

ایران چونکہ اسلامی حکومت کا علمبردار ہے۔ اور ہر وقت اسلام کا نام اس کی زبان پر رہتا ہے۔ اس لئے ہم اسے اسلام کی عفو و درگذر کی اس پالیسی کی طرف توجہ دلانے کی جرأت کر رہے ہیں جس پر دوسری باتوں کے مقابلہ میں زیادہ زور دیا گیا ہے۔ یہ کہ اسلام نے جہاں بدلہ لینے اور سزا دینے کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اور ناگزیر حالات میں اس کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ وہاں قرآن نے اس سزا کو جو برائی کے بدلے میں دی جائے۔ برائی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اسے بھلائی قرار نہیں دیا۔ فرمایا "جزاء سیئة سیئة مثلها" یعنی برائی کے بدلے میں جو کچھ کیا جائے گا۔ وہ برائی ہی ہوگی۔

اس واضح فرمان کو مزید تقویت اس آیۃ کریمہ سے ملتی ہے ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور (۴۲-۴۳) اور جو کوئی بدلہ لینے کی جگہ برائی برداشت کر جائے اور بخش دے تو یہ بڑی ہی اولوالعزمی کی بات ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایران اولوالعزمی کا نہیں بلکہ اپنے انتقامی جذبہ کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔

بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ شط العرب کے تنازعہ پر ہر ممکن بات چیت ہونی چاہئے تھی اور عراق کو حملہ میں پہل نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس کے اس حملہ کی تائید و حمایت نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ جنگ شروع ہونے کے بعد کچھ دن ہی عراق نے جنگ بندی کی پیشکش کی تھی اس وقت عراق برتر پوزیشن میں تھا۔ اس لئے ایران کی طرف سے جنگ بندی کی پیشکش کو مسترد کر دیئے جانے کی بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن اب جبکہ خود ایران برتر پوزیشن میں ہے اور عراق دفاعی پوزیشن میں آ گیا ہے تو ایران کے لئے جنگ بندی کو قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جنگ کے نتیجہ میں روزانہ سینکڑوں افراد لقمہ اجل بن رہے ہیں۔ اور وہ لوگ بن رہے ہیں جو برسوں کی ٹریننگ کے بعد تیار ہوتے ہیں؟ اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ دونوں ملکوں کی معیشت بری طرح تباہ ہوگئی ہے ترقیاتی منصوبوں میں رکاوٹ پڑ گئی ہے۔ اور دو ہمسایہ ملکوں کے درمیان نفرت و دشمنی کی ایسی بنیاد پڑ رہی ہے جو ایک طویل عرصہ کی کوششوں کے بعد شاید دور ہو سکے۔

ایرانی رہنما جو کچھ کہنا چاہتے ہیں جو بھی شرائط عراق پر عائد کرنا چاہتے ہیں اور جو کچھ بھی تاوان عراق سے وصول کرنے پر بضد ہیں وہ سب باہمی مذاکرات میں زیر بحث آ سکتے ہیں۔ لیکن خدارا جنگ تو بند کر دیجئے۔ اور اس کے بعد دیکھئے کہ کس کی کیا شکایات ہیں۔ اور انہیں کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔

اگر ان کوششوں کے باوجود بھی ایران جنگ بندی پر تیار نہ ہوا۔ اور اس نے عفو و درگذر کی اسلامی پالیسی پر عمل نہ کیا تو اسلامی دنیا اسلام کے علمبردار ایران کو کبھی معاف نہ کرے گی کیونکہ اس جنگ سے صرف دو متحارب ملکوں ہی کو خطرہ نہیں ہے۔ بلکہ خلیج فارس کے وہ نواحی ملک بھی خطرہ میں پڑ گئے ہیں جن کے علاقہ میں ایرانی تیل کے چشموں سے بہنے والا تیل بہہ بہہ کر خلیج کے پانی کو آلودہ کر رہا ہے۔ اور جس کی وجہ سے پانی صاف کرنے کے کارخانوں کے بند ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

(س ص)

# آہ!

(بر وفات حسرت آیات حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب آروی مرحوم)

ہو گئے دنیا سے رخصت حضرت عبدالوہاب ۔۔۔ لٹ گئے ہیں غم کی زد حضرت عبدالوہاب
ہو چکے رخصت اکابر آپ تھے اک یادگار ۔۔۔ آہ! ہائے وہ بھی چل دئے حضرت عبدالوہاب
اب کہاں سیف و ثناء اللہ محمد دہلوی ۔۔۔ رکھ چکے تھے ان پہ فخر حضرت عبدالوہاب
درس اور تدریس ہی میں عمر گذری آپکی ۔۔۔ بانٹتے تھے علمی دولت حضرت عبدالوہاب
تھے کبھی جمعیۃ صدر جو ہوئی کانفرنس ۔۔۔ رہنمائے دین و ملت حضرت عبدالوہاب
تھے وہی اہلحدیث کانفرنس کے صدر بھی ۔۔۔ تھے بزرگ و متقی حضرت عبدالوہاب
فیض پاتے تھے سبھی چھوٹے بڑے ہی آپ سے ۔۔۔ سب پہ فرماتے تھے شفقت حضرت عبدالوہاب
آپ کو کیونکر بھلائیں ہم سارے اہلحدیث ۔۔۔ دے گئے اک داغ فرقت حضرت عبدالوہاب
[illegible] ۔۔۔ چل دئے جب سوئے جنت حضرت عبدالوہاب

شادماں ہوتے تھے سنکر شمس وہ تیرا کلام
تھے بڑھاتے تیری ہمت حضرت عبدالوہاب

غمزدہ خادم جماعت:
(مولوی) شمس محمدی دیوریادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(از مطیع الحق گونڈوی متعلم الجامعۃ السلفیۃ بارڈی)

# اسلام دینِ رحمت ہے

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امّا بعد:

آج سے چودہ سو سال قبل دنیا کی مذہبی و اخلاقی حالات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جبکہ اسلام کا آفتاب بام عروج پر نہیں پہونچا تھا۔ پوری انسانیت ظلمت و تاریکی میں بھٹک رہی تھی۔ ظلم و عدوان کا دور دورہ تھا۔ نومولود لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ اس معاشرہ میں عورتوں کا مقام نہایت ہی پست تھا۔ ایسی حالت میں انسانیت سسک رہی تھی۔ گمراہی تھی پورے عالم پر شرک و بت پرستی کی لعنت مسلط تھی۔ مگر کوئی ایسی ہستی نمودار نہیں ہوئی تھی کہ ان کو ان تکلیف دہ مصائب سے نجات دلائے۔

ایسے وقت و حالات کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق کی صدا بلند کرتے ہیں اور لوگوں کو مساوات و ہمدردی کی تعلیم دیتے ہیں۔ لوگوں کو نفرت و کینہ بغض و حسد سے نجات دلا کر اخلاق و ہمدردی، اخوت و محبت آمیز آپسی تعاون اور عدل و مساوات کا درس دیتے ہیں۔ نسلی و قومی برتری جو لوگوں کے اندر پائی جاتی تھی، اس کا خاتمہ کرتے ہیں۔ اور پوری انسانیت کو اس بات کا سبق دیتے ہیں کہ تمام لوگ ایک ہی ماں و باپ کے اولاد ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الآیۃ۔

مسلمانوں! تم اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو نفس واحد سے پیدا کیا۔ مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان کی اصل ایک ہے دنیا کے تمام اقوام ایک ہی ماں و باپ کے اولاد ہیں۔ لہٰذا انکے درمیان برادرانہ رشتہ ہونا چاہیئے۔ لیکن آج ان کی حیثیت ایسی ہے۔ جیسے ایک کنبہ کے مختلف افراد کی ہوتی ہے۔

**حضرات:-** یہی وہ دین ہے جس کے ظہور نے لوگوں کے تکبر اور برتری کبریائی کے جوش و خروش کو کم کر دیا۔ اور دنیا کو اس بات کی تعلیم دی کہ کسی کا کوئی کسی پر برتری و فضیلت نہیں رکھتا۔ کسی گورے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی کالے انسان کو نظر بد سے دیکھے اور نہ کسی مالدار و غنی شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کسی محتاج اور مسکین بے بس اپنے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور کسی حکمران قوم کو کمزور قوم پر ظلم و تعدی کرنے کا حق ہے۔ بلکہ تفوق و برتری اسے حاصل ہے جو تقویٰ کے زیورات سے آراستہ و پیراستہ ہو۔

اس دین نے جمیع انسان کو ایسی چیزوں کی تعلیم دی ہے جس کو انسان فراموش نہیں کر سکتا۔ جس معاشرہ میں تمام لوگوں کے حقوق متعین کئے، پڑوسیوں کے حقوق، غریبوں و یتیموں کے حقوق، رشتہ داروں و قرابت داروں کے حقوق وغیرہ وغیرہ اور یہ سب دین کی رحمت ہونے کے بیّن ثبوت ہیں۔

اسلام نے انسانوں کے علاوہ حیوانات کے سلسلے میں کس طرح کی تعلیم اپنے پیروؤں کو دی ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث سے روشنی حاصل کیجئے جس کے الفاظ یہ ہیں ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء یہ حدیث صرف انسانوں کے ساتھ رحم و کرم کرنے کی تعلیم نہیں دیتی بلکہ عمومی حیثیت سے سب کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کرنے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

اکثر اوقات میں حیوانات پر رحمت و شفقت کرنا حصول جنت کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفر لامرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی رأس رکی یلھث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفھا فاوثقتہ بخمارھا فنزعت لہ من الماء فغفر لھا بذالک قیل ان لنا فی البھائم اجرا قال فی کل ذات کبد رطبۃ اجر متفق علیہ (مشکوٰۃ المصابیح) صفحہ ۱۶۸

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک فاحشہ اور بدکار عورت کو اس لئے بخشش دیا گیا کہ اس نے ایک کتے کو پانی پلا دیا تھا۔ یعنی اس کا گذر ایک کنویں سے ہوا جہاں ایک کتا پڑا ادھر تڑپ رہا تھا۔ اور پیاس سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی تو اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اسے اوڑھنی میں باندھ کر کنویں میں سے پانی کھینچا اور کتے کو پلا دیا۔ اس کی اسی نیکی کی وجہ سے مغفرت ہو گئی۔ صحابہ کرام نے آپ سے کہا کہ ہمارے لئے جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے میں ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر جاندار کیساتھ نیکی کرنا باعث ثواب ہے۔ (بخاری مسلم)

**جناب:-** جب ایک کتے پر رحم کرنے سے ایک فاحشہ و بدکار عورت کے گناہ کبیرہ معاف ہو سکتے ہیں تو انسان پر رحم کرنے سے معلوم ہماری کتنی خطاؤں کو دامن عفو میں چھپا لے گا۔

اور یہی بات تو یہ ہے کہ اگر انسان ایک دوسرے کے دکھ درد میں تڑپ نہ اٹھے تو وہ انسان ہی کہاں ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر ✽ نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پر ✽ پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

اسلام:- جہاں ہمیں ہر ذی روح کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ وہیں ان کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کرنے پر سختی سے مواخذہ کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی بکری کے پاؤں گھسیٹے ہوئے اسے ذبح کرنے لے جا رہا تھا تو فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو اسے موت کی طرف اچھائی سے لیجا۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم آتا ہے کہ میں بکری کو ذبح نہ کروں۔ آپ نے فرمایا اگر تو اس پر رحم کرے گا۔ تو اللہ تجھ پر رحم کے ساتھ پیش آئے گا۔ (الحاکم)

جس طرح اسلامی تعلیمات نے حیوانات پر نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے اسی طرح بسا اوقات حیوانات پر ظلم و تعدی کرنے کی وجہ سے انسان جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ اسلام ان لوگوں کی بڑی سخت گرفت کرتا ہے۔ جو حیوانات کیساتھ قساوت قلبی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور اس کے آلام و مصائب کی پرواہ نہیں کرتے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ انسان باوجود اپنی عظمت کے جہنم میں منھ کے بل جھونک دیا جائے گا صرف اس مذہب ترک کی بنا پر جو اس نے ایک حیوان کے ساتھ کی۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ ایک عورت صرف اس لئے جہنم رسید ہوئی کہ اس نے ایک بلی کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور اسے کھانا وغیرہ کچھ نہیں دیتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی ہی تھی کہ اپنی غذا حاصل کرے۔ (بخاری مسلم)

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اسلام سب کے ساتھ حسن معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ تنگ نظر اس پر بے جا الزامات عائد کرتے ہیں۔ میں ان سے صرف اتنا ہی عرض کروں گا۔

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

---

## انجمن جمعیۃ الفلاح کا عظیم مقصد

اسلامی کتابوں اور لٹریچروں کو عام طریقے سے شائع کر کے مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرنا۔ اہل خیر حضرات توجہ دیں۔ اور جمعیۃ الفلاح کے عظیم مقصد کو کامیاب بنائیں۔ اور فی الحال انجمن کی طرف سے پانچ عدد ہماری سلفی نماز با ترجمہ و اختصار عقیدت کی بڑائی مشتہر عام پر ہے۔ ضرورت مند حضرات تیرہ ذیل سے ایک روپے کا ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں۔

ابو الکلام محمدی خادم انجمن جمعیۃ الفلاح مدرسہ رحمانیہ ٹانڈہ
پوسٹ دھونرہ۔ بریلی۔ یو۔ پی

# زاویے

سلطان رفیع

جسمِ انسانی کا کوئی عضو ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاسکے کہ یہ غیر ضروری ہے یا اس کی حیثیت و افادیت ثانوی ہے البتہ کچھ اعضاء ایسے ضرور ہیں جنہیں اعضائے رئیسہ کہا جاتا ہے ان میں سے ایک زبان بھی ہے زبان — کہنے کو تو ایک گوشت کی چھوٹی سی بوٹی ہے مگر اس کی اہمیت اور تاثیر پذیری کا کیا ٹھکانہ! زبان نہ ہو — یا گنگ ہو جائے تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ نہ آدمی کسی کی سن سکتا ہے نہ اپنی کہہ سکتا ہے تاثرات و محسوسات کا تمام کاروان ان کے اظہار — بلکہ بعد از اظہار ہی ہے — اظہار نہ ہو سکے تو یہ اندر گھٹ کر رہ جاتے ہیں جس کے نتیجے میں قلب و دماغ کی شکستگی اور روحانی کمر ٹوٹ جاتی ہیں۔ تاثرات و محسوسات کے اظہار کا نام ہی زندگی ہے — اظہارِ مسرت — اظہارِ عطا، اظہارِ تکلیف — اظہارِ خوشی — اظہارِ محبت۔ اظہارِ نفرت — اظہارِ غصہ — اظہارِ عجز۔ اظہارِ خوف — اظہارِ حمایت — اظہارِ [illegible] اظہارِ [illegible] — اظہارِ کامیابی — اظہارِ شکست — اظہارِ تمنا اظہارِ آرزو — اظہارِ [illegible] اظہارِ شکر — وغیرہ وغیرہ — یہ سبھی انسانی ضروریات ہیں۔

زندگی کی بہار ہنسنے بولنے اور کہنے سننے — باہم سوال و جواب — نوک جھونک اور شکوہ شکایت پر مبنی ہے۔

زبان کی ضرورت و اہمیت تو ثابت ہو گئی اب کچھ بات اس کے استعمال کی بھی ہو جائے! زبان استعمال کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اس کا استعمال ہوتا چلا جائے — زبان چلے اور ٹھیک چلے مگر کس طرح؟

کیا سبک خرام صبا کی مانند جو چمن میں کلیوں اور پھولوں کی رونق کے درمیان سے گزرتی ہوئی اور خوشبو بکھیرتی ہوئی گزر جاتی ہے یا قینچی کی طرح جو چلتی ہے تو ہر چیز کو کاٹتی چلی جاتی ہے۔

اے زبان تو چاہے تو جنت بنا دے!!
اے زبان تو فتنے اٹھاتی ہے!!

زبان کا صحیح اور غلط استعمال جیسا کہ — [illegible] جبکہ زبان کی درازی اور غلط استعمال مصیبت ہے — سو مصیبتوں کا ایک سبب!

زبان ہی — نرم، میٹھی، رسیلی اور خوش گفتار ہو تو دلوں کو فتح کرنے والی — دشمنوں کو دوست بنانے والی — اور خوشی اور مسرت کو فروغ دینے والی ہوتی ہے۔

زبان ہی بے لگام، بدلگام، درشت اور کھردری ہو تو یہ باعثِ خرابی و فساد ہے۔ کذب و افترا — جھوٹ — غیبت — عیب جوئی — چغلی — بدکلامی — لاف زنی — ہجو — طنز و استہزاء — گالم گلوچ — دشنام طرازی — چغل خوری — افواہ سازی — جنسی گفتگو — بیہودہ سرائی — تہمت طرازی — یاوہ گوئی — بدزبانی — کج بحثی — اور [illegible] جیسی سماجی اور معاشرتی برائیاں زبان کی لغزش اور غلط استعمال کے نتیجے میں ہی جنم لیتی ہیں اور معاشرہ کو مسموم و منتشر کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے [illegible] زبان پیدا کئے ہیں اور انسان کو بھی تخلیق کیا ہے اور انسانی ساخت و پرداخت کی ہے وہ خود اس فتنہ ساماں زبان کی [illegible] رسائیوں سے آگاہ ہے اسی لئے اپنے بندوں کو اس کے محتاط اور صحیح استعمال کی ہدایت کرتا ہے قرآن پاک اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ جگہ اس کی صراحت کی گئی ہے ان میں سے چند نکات حسبِ ذیل ہیں۔

## • القرآن •

کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے کھوٹ ظاہر نہ کرے گا؟ ہم چاہیں تو انہیں تم کو آنکھوں سے دکھا دیں اور تم ان کے چہروں سے ان کو پہچان لو مگر تم ان کے انداز کلام سے ان کو ضرور ہی جان لو گے۔ اللہ تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔ ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ تمہارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔ (محمد ۲۹-۳۰)

اور اے محمد! میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو۔ دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ تمہارا رب تمہارے حال سے زیادہ واقف ہے۔ وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اور چاہے تو تمہیں عذاب دے دے۔ (بنی اسرائیل ۵۳-۵۴)

— ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔ (ق ۱۶-۱۸)

ایک میٹھا بول — اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو — اللہ بے نیاز ہے اور بردباری اس کی صفت ہے۔

(البقرہ - ۲۶۳)

• اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں — آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو — ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔

(الحجرات - ۱۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے — کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔

(الحجرات ۱۲)

کیا تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جنہیں سرگوشیاں کرنے سے منع کر دیا گیا تھا — پھر بھی وہ وہی حرکت کئے جاتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا — یہ لوگ چھپ چھپ کر آپس میں گناہ، زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتیں کرتے ہیں۔ (المجادلہ - ۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی جماعت کے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتے۔ تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔ (آل عمران ۱۱۸)

— یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اگر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہوں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں تم لوگوں پر اللہ کی مہربانی اور رحمت نہ ہوتی تو معدودے چند کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ گئے ہوتے۔ (النساء ۸۳)

## — احادیثِ نبوی —

زیادہ نہ ہنسا کرو۔ اس کی زیادتی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ (ترمذی)

مسلمانوں کو اذیت مت پہنچاؤ اور انہیں عار مت دلاؤ — اور ان کی عیب جوئی مت کرو کیونکہ جو مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرے گا اللہ اسے رسوا کرے گا۔ (ترمذی)

حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ ایک بات کہتا ہے اور صرف اس لئے کہتا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے تو وہ اس بات کی وجہ سے دوزخ میں جا گرتا ہے۔ بندہ اپنے قدموں کے ذریعہ پھسلنے سے زیادہ اپنی زبان کے ذریعہ پھسلتا ہے۔ (بیہقی)

— مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کا کھوج مت لگایا کرو۔ کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا۔ اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔ (ابو داؤد)

اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں اس کی تذلیل کی جا رہی ہو اور اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہاں ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی مدد ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں اس کی عزت

# حدیث ثلاث کذبات اور اس کے منکرین

مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم گوجرانوالہ

## ایک سوال کے جواب میں

سوال :- کیا بخاری شریف کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے ؟ نیز بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹوں کا تذکرہ ہے صحیح ہے یا ضعیف ؟ یہ حدیث قرآن مجید کی آیت اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا سے بظاہر متعارض ہے ۔ اگر حدیث صحیح ہے تو تعارض کیسے دور ہو سکتا ہے مولانا مودودی صاحب نے تفہیم القرآن ، جلد سوم میں اسی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ ایک پیغمبر کو جھوٹا کہنے کی بجائے بخاری کے راویوں کو جھوٹا کہنا آسان ہے ۔ ( ایک سائل از سیالکوٹ )

الجواب باللہ التوفیق ۔

حدیث لم یکذب ابراھیم ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصف صدیقیت کا جہاں تک تعلق ہے اصل مغالطہ اس سے ہوا کہ عرف عام میں جھوٹ اور کذب کو ہم معنی سمجھ لیا ہے اسی طرح صدق اور سچ کو مترادف سمجھ لیا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ عربی زبان میں ان دونوں لفظوں کے معنی ہماری زبان سے وسیع ہیں کذب کے معنی ترغیب دلانا بھی مستعمل ہیں کذبتہ نفسہ کے معنی ہیں اس کے دل نے اسے ترغیب دلائی ۔ نیز کذب وجوب کے معنی میں بھی آتا ہے قال الجوھری کذب ... قد یکون بمعنی وجب و قال الفراء کذب علیک ای وجب ( اصابہ ج ۴ نہایہ ابن اثیر )

جوہری اور فراء کہتے ہیں کذب معنی وجب ہے ۔ کذب لازم کے معنی میں آیا ہے کذب علیکم الحج والعمرۃ ۔ تم پر حج اور عمرہ لازم کیا گیا ہے ۔ غلطی اور خطاء کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوا ہے حدیث میں ہے کذب ابو محمد ابو محمد نے غلطی کی ، ابو محمد صحابی ہیں ، ان کا نام مسعود بن زید ہے ، نہ دار و مدار اس نے کیا ہے معاف ... کذب ای اس کی سماعت غلطی نہیں ۔

ابن اثیر فرماتے ہیں ۔

کان الکذب ضد الصدق وان افترقا من حیث النیۃ والقصد لان الکاذب یعلم ان ما یقولہ کذب والخاطی لا یعلم ( نہایہ ابن اثیر ج ۴ ص ۱۳۲ )

اعتبار کی مشکل پر بھی کذب کا اطلاق ہو جاتا ہے تیجہ بخاری کی طرف ابن ... کے متعلق ابن عباس نے فرمایا کذب عدو اللہ ۔ حرف سے غلطی کی

نوف تابعی ہیں ان ہر سے ہر کذب جھوٹ نہیں جس طرح ہر صدق سچ نہیں ہو سکتا ۔

اسی طرح راغب نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے باقی لغت کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے

اس تفصیل کے بعد ظاہر ہے کہ جس کذب سے قرآن عزیز نے منع فرمایا ہے اس میں دو شرطیں ہیں ۔

اول :- یہ کہ وہ واقع کے خلاف ہو ۔ دوسرا یہ کہ متکلم کا ارادہ ہو کہ وہ مخاطب کو حقیقت سے آگاہ نہ ہونے دے اگر ان دونوں میں سے ایک چیز بھی کم ہو تو کذب کا اطلاق صحیح اور حقیقت پر مبنی نہیں ہو گا قرآن عزیز نے منافقین کے تذکرہ میں فرمایا ۔

اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون ( منافقون )

منافق کہتے ہیں کہ تم اللہ کے رسول ہو اللہ گواہ ہے کہ منافق جھوٹ بولتے ہیں ۔

یہاں منافقین کی صحیح بات کی تصدیق نہیں فرمائی اس لئے کہ یہ ان کے ضمیر کی آواز نہیں بلکہ ضمیر کی آواز اس کے خلاف ہے صدق اور کذب میں جس طرح واقعہ یا خارج کو دخل ہے اسی طرح ارادے کو بھی دخل ہے صدق اور کذب کے معنی سمجھ لینے کے بعد ، ایک تیسری چیز بھی ذہن میں آ جانی چاہئے جب متکلم خبر واقع اور مخبر عنہ کے مطابق دے لیکن اس واقعہ اور حقیقت کو مخاطب سے مخفی رکھنا چاہے تو اسے تعریض یا توریہ کہتے ہیں یہ حقیقت میں سچ ہوتا ہے لیکن ایک لحاظ سے اسے جھوٹ کہا جا سکتا ہے راغب فرماتے ہیں ۔

والتعریض کلام له وجھان من صدق وکذب او ظاھر وباطن وقال فیما عرضتم به من خطبة النساء ۔ تعریض ایسی گفتگو ہوتی ہے جس کے ہر دو پہلو ہوتے ہیں ۔ من وجہ صدق اور من وجہ کذب ۔ جیسے فیما عرضتم به من خطبة النساء ۔ ( واقعہ )

## ثلاث کذبات ۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان تین واقعات پر غور فرمائیں ۔ یہ صدق ہیں یا کذب یا تعریض ۔ اور یہ احادیث قرآن سے متعارض ہیں یا قرآن کے موافق ان تین واقعات میں سے دو تو قرآن عزیز میں موجود ہیں اور ایک حدیث میں ۔ مودودی صاحب اور مولانا آزاد ایسے حضرات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جیسا ذہنی ہیں پہلے قرآن کی قرآن سے تطبیق اور تعارض سے رفع فرمائیں تیسرے واقعہ کی تطبیق ہم گزارش کر دیں گے ۔ انشاء اللہ بخاری کی صحت پر آنچ نہ آئیگی نہ حضرت ابراہیم کی عصمت پر دھبہ لگے گا ۔ نہ رواۃ حدیث اور ائمہ سنت کو جھوٹا کہنے کی جسارت کی ضرورت محسوس ہوگی ۔ آپ حضرات پہلی تطبیق دیتے ہیں اور قرآن کو تعارض سے کس طرح بچاتے ہیں اس کے لئے ہم گوش بر آواز ہیں ۔ ہماری گذارش سن لیں ۔

( ۱ ۔ بت شکنی )

حضرت ابراہیم نے قوم کو بت پوجتے دیکھا تو فرمایا ۔ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۔ ان بتوں کی جن کی تم پرستش کے ساتھ حرمت کی انتہا کر رکھا ہے پھر پوری صراحت سے حلفی اعلان فرمایا ۔ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۔ تمہاری غیر حاضری میں یقیناً تمہارے ان ٹھاکروں کا تیا پانچہ کر کے رہوں گا ، غور فرمایئے اس اعلان اور حلفی بیان کے بعد جھوٹ بولنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔

قوم اپنے مشاغل میں چلی گئی ان کی غیر موجودگی میں پورے اطمینان سے بڑے ٹھاکر کے سوا باقی ٹھاکروں کو ریزہ ریزہ کر دیا ۔ واپسی پر جب بت خانہ ویران پایا تو قوم کو بڑے حزن و ملال سے قوم کے چوہدریوں نے کہا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ کس بیرحم ظالم نے ہمارے ٹھاکروں کا یہ برا حال کر دیا ہے بات ڈھکی چھپی نہ تھی حلفی اعلان ان کے کانوں میں تھا ۔ فوراً حضرت ابراہیم ملزم قرار دیا گیا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۔ ایک ابراہیم نامی جوان کو ہم نے سنا تھا ان کو برا بھلا کہتا تھا اسی وقت حضرت ابراہیم کو بلانے کا فیصلہ ہوا ۔ فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۔ اسے کھلی عدالت میں پیش کرو کہ اس کے خلاف شہادت قائم کرو ۔ اس قدر کھلے اور چیلنج شدہ واقعات میں جھوٹ کی گنجائش ہے نہ ضرورت ۔ حضرت ابراہیم نے قوم کی بیوقوفی کو نمایاں کرنے کے لئے جواب میں تعریض کی صورت اختیار کی کھلا اقرار نہیں کیا ۔ جس سے واقعہ تو معلوم ہو جاتا فرمایا ۔ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ( الانبیاء )

امام رازی نے فعلہ پر وقف کر کے تقدیر عبارت یوں نکالی ہے بل فعلہ من فعلہ جس نے کیا کیا تم اسی سے

امام رازی صاحب تفسیر کبیر طلاق کے اقسام بیان کئے ہیں کہ طلاق کی دو قسمیں ہیں سنی یعنی موافق سنت جو قرآن وحدیث میں ہے۔ اس طرح طلاق دیا جائے جس وقت عورت حیض سے پاک ہو اس وقت اس کو طلاق دی جائے اس سے صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے ایک طلاق حتی کہ اسکو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو جائے پھر اس سے صحبت سے پہلے دوسری طلاق دیوے یہاں تک کہ اس کو حیض آوے اور حیض سے پاک ہو جائے پھر صحبت سے پہلے طلاق دے جاوے اس طلاق میں رجوع نہیں کر سکتا ہے چونکہ تین طلاقیں ہو گئیں اس لئے نکاح جدید سے وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی دوسرا آدمی اس سے نکاح نہ کرے پھر وہ مر جائے یا اس کی مخالفت کیوجہ سے طلاق دیوے اور اس طلاق کی عدت گذر جائے تب اس پہلے خاوند کے پاس نکاح جدید کے ذریعہ آسکتی ہے اس طرح تین طلاق دینے کو مغلظہ اور رجعیہ کہتے ہیں۔ ایک ہی بار میں طلاق دیوے تو اس کو بھی طلاق مغلظہ اور رجعیہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ طلاق بدعی ہے۔ یعنی بدعت کے طریقے سے دی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں دو برس تک یہی معمول تھا کہ طلاق بدعی کو ایک طلاق سمجھتے تھے اور مغلظہ نہیں قرار دیتے تھے جب لوگ کثرت سے اس طرح پر طلاقیں دینے لگے تو حضرت عمرؓ نے سیاستہً اسکو مغلظ کر دیا اہل حدیث اسی پہلے قاعدے پر رہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا اور عمری سیاست کو ان ہی کے خلافت میں [illegible]

قائم الفرائد یہ کا یہی مذہب قرار پایا کہ مغلظہ ہی سمجھی جائے۔

رجعی اسکو کہتے ہیں جس میں خاوند رجوع کر سکے یعنی دو طلاق تک پہر بائن میں طلاق دیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دو طلاقیں خاوند دے چکا تو تیسری طلاق دینے سے پہلے رجوع کرے اگر مصالحت سے دونوں رہ سکیں یا پھر چلتا کرے یعنی تیسری طلاق دیکے تفسیر کبیر [illegible]

ایک وقت میں تین طلاقیں دینا شریعت کے رو سے سخت گناہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے اور حضرت عمرؓ سے یہاں تک مروی و ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت تین بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا آپ اسکو درّے لگاتے تھے تفہیم القرآن ج ۱ ص ... ایک مجلس کی تین طلاقیں عہد نبوت خلافت صدیقی اور سنتین من خلافۃ عمرؓ تک ایک ہی شمار ہوتی تھیں لیکن اس کے بعد عمر فاروقؓ نے تین کو نافذ کر دیا بعد طلب عمرؓ کا قول وفعل صحیح ہے اور قابل اعتبار ہوا اس سے نبی علیہ السلام کے قول وفعل کو منسوخ کر دیا۔

معاذ اللہ من ھذہ الکلمات الکفریہ

اس قسم کی جرأت کرنے والے یہ سوچیں کہ شارع علیہ السلام کے قول وفعل کو صحابی کے قول وفعل سے منسوخ قرار دینا کتنی بڑی نادانی کا ارتکاب ہے حالانکہ رکانہ کی حدیث ان قال یا رسول اللہ انی طلقتہا ثلاثا قال قد علمت ارجعہا ثم تلا واذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ابو رکانہ نے ام رکانہ کو طلاق دیکر قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا آپ نے فرمایا تو اپنی بیوی ام رکانہ سے رجوع کرے اس پر ابو رکانہ نے کہا یا رسول اللہ میں تو اس کو تین طلاقیں دے چکا ہوں آپ نے فرمایا قد علمت ارجعہا مجھے معلوم ہے جاؤ تم رجوع کرو پھر آپ نے یا ایہا النبی اذا طلقتم الخ تلاوت فرمائی اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تین طلاقیں دینے والا عدت میں باقاعدہ طلاقیں دیا کرے یعنی ہر طہر میں بلا جماع حیض کے بعد ایک طلاق نہ کہ تین طلاقیں ایک ساتھ۔ تنا [illegible] ج ۲ ص ...

رُوی روایۃ احمد وابو یعلی طلق رکانۃ بن عبد یزید امرأتہ ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیہا حزنا شدیدا فسالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتہا قال ثلاثا فی مجلس واحد فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما تلک واحدۃ حافظ ابن حجر عسقلانی یہ تحریر فرماتے الحدیث کے تحت کہ ھذا الحدیث نص فی المسئلۃ لا یقبل التاویل۔ تنا [illegible] ج ۲ ص ...

اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ صاحب خازن فرماتے ہیں کہ امر باحصاء العدۃ لتفریق الطلاق علی الاقراء اذا اراد ان یطلق الثلاث اس آیت سے طلاق دینے کا ایک اصول بتایا کہ عدت پر یعنی طہر میں طلاق اور شمار کرتے رہو تین طلاقوں اور تین طہر والی کرو نیز اس آیت میں عدت شمار کرنے کا حکم دیا گیا ہے مصلحت کے پیش نظر اعتبار میں بالتفریق طلاق دی جائے۔

ایک مجلس میں تین طلاقیں بیک وقت ہو مثلاً انت طالق ثلثا یا کہے انت طالق انت طالق انت طالق ہو ہر دو بدعی ہے اور الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان کے خلاف ہے تنا [illegible] ج ۲ ص ...

حضرت عمرؓ کا یہ قول وحکم تھا چونکہ لوگوں نے ایک کھیل بنا لیا تھا اور طلاق کے شرعی اور وزن کا احساس کم ہو گیا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں مغلظہ نہیں ہوتی بلکہ شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہوتا ہے۔ تو دورِ فاروقی کے اوائل میں عمر فاروق نے اعلان عام کر دیا کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں دی گئیں تو تینوں شمار ہونگی۔ عورت سے رجعت کا حق نہیں ہوگا۔ عمر فاروقؓ نے ایسا مصلحت کی بنا پر سیاستاً کیا تھا کہ لوگ اس قسم کے حرکات ناشائستہ سے باز آجائیں چونکہ یہ فعل قبیح ہے۔

## بقیہ: زاویے صفحہ ۵ سے آگے

پر حسد کیا جا رہا ہو اور اس کی تذلیل و توہین کی جا رہی ہو۔ تو اللہ عزوجل اس کی مدد ایسے موقع پر کرتا ہے جب وہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کرے۔ (ابو داؤد)

جس شخص کے متعلق تمہیں بدگمان ہو جائے تو اس کی تحقیق کرو اور نہ کسی کا کوئی مخفی عیب دیکھ لیا۔ اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسے ہے جیسے کسی زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا۔" (المعاصی)

قیامت کے دن سب سے بدترین شخص ہوگا جو تم لوگوں کی خاطر دو منہ رکھے۔ یعنی منافق کی صفت وخاصیت رکھتا ہو۔ کہ وہ ایک جماعت کے پاس آتا ہے تو کچھ کہتا ہے اور دوسری جماعت کی طرف جاتا ہے تو کچھ کہتا ہے۔ (مسلم و بخاری)

کبھی آدمی کی زبان سے شر کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی برائی اور شر کی حد وہ خود بھی نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اسی بات کی وجہ سے اس آدمی پر آخرت کی ملاقات تک کے لئے اپنا غضب اور اپنا فیصلہ فرما دیتا ہے ناراضگی کا۔ (شرح السنہ بیہقی)

اپنی تجارتی زندگی میں زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ تجارتی معاملات میں زیادہ قسمیں کھانا اگرچہ ابتداءً کاروبار کو فروغ دیتا ہے مگر بالآخر برکت ختم کر دیتا ہے۔ کیونکہ آخرکار اس کی رونق ختم ہو جاتی ہیں، اور اس کا اعتبار جاتا رہتا ہے (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کا گذر ایک جنازہ پر ہوا تو لوگ تعریف کرنے لگے۔ پھر دوسرے پر گذر ہوا تو لوگ برائی کرنے لگے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس شخص کی تم نے برائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔ کیونکہ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے منظور ہے اس سے کہ اسے زبان پر لاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا۔ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ صفیہؓ کا یہ عیب کہ وہ ایسی ہے کافی ہے (یعنی پست قد ہے) اور یہ بہت بڑا عیب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عائشہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو تلخ کر دے (مشکوٰۃ)

حضرت سعید بن مسیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ راستہ چلتے ہوئے حضرت عیسیٰ کے سامنے ایک سور آیا تو حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔ چلا جا سلامتی سے۔ ساتھیوں نے کہا آپ سور سے یوں فرماتے ہیں۔ اور وہ [illegible] نہیں۔ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہیں میری زبان کو بری بات چیت کی عادت نہ ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آدمی بغیر سوچے سمجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جہنم میں جاتا ہے اور کبھی ایک ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جنت کا مستحق قرار پاتا ہے

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تین آدمی کہیں ہوں تو ان میں سے دو آدمی تیسرے سے الگ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔ کیونکہ وہ برا محسوس کرے گا۔

# ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں قطعی بدعت اور بدترین معصیت

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان یعنی دو طلاقوں کے بعد یا تو اچھی طرح سے رکھ لینا ہے یا بھلائی سے چھوڑ دینا۔ تفسیر کبیر میں ہے ولما قال الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (البقرۃ) تلقیحی ہے بیک وقت نہیں۔ اس طلاق کی تفریق یعنی طلاق الگ الگ دینی چاہئے۔ ایک ساتھ دینا ایک طہر میں تو طلاق رکھنا اور صریح بدعت ہے۔

طلاق دو دفعہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو طلاق دیکر اپنی مطلقہ بیوی کے بارے میں سوچنے کا کچھ موقعہ ملنا چاہئے۔ اگر صورت حال کی درستی کی امید ہو تو رجوع کر لے اگر معاملات کی درستی کی امید نہ ہو تو دوسرے طہر میں طلاق دے دے۔ اب دو طہر مدت گزر جانے کے بعد اور سوچنے کا موقع مل جاتا ہے اگر بیوی سے کچھ نباہ کا امکان ہو تو رجعت کر لے یا اگر قطعی طور پر الگ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو بیوی کو بخیر و خوبی جدا کر دے اسی معاملت کے لئے تیسری طلاق کا قانون ہے۔

مقالہ ہذا میں اہل حدیث کی اقلیت اور تقلیدی مذاہب کی اکثریت کے فریب میں مبتلا ہو کر حق و ناحق کا فیصلہ اپنی کتاب اہل سنت والجماعت اور جماعت اہل حدیث کے درمیان اختلاف کی شکل میں پیش کیا ہے انکو چاہئے تھا کہ کسی مسئلہ کا رد علمی انداز اور دلائل اور براہین سے کسی حدیثوں کو پیش کرتے لیکن انھوں نے سطحی مزاج رکھنے والے کی طرح ہرزہ سرائی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان کا صحیح مطلب معقول میں مالہ وما علیہ قرآن کی رو سے کام نہیں لیا۔ ذیل میں ایک کے قائلین کی فہرست نقل ہے ملاحظہ فرمائیں۔ طلاق بیک مجلس واحد کے قائلین صحابہ تابعین اور دیگر محدثین کی ایک بڑی جماعت اس بات کی قائل رہی ہے کہ وہ

ایک ہی واقع ہوگی صحابہ میں سے حضرت علی، عبد اللہ بن مسعود، عبد الرحمن بن عوف، زبیر بن عوام، ابو موسیٰ اشعری، ابن عباس کا یہی مسلک تھا تابعین اور تبع تابعین مثلاً جابر بن زید، طاؤس، عکرمہ، عمرو بن دینار، عطاء بن ابی رباح، امام مالک، امام داؤد ظاہری، احمد بن اسحاق، محمد بن مقاتل، محمد بن یحییٰ بن مخلد، محمد بن عبد السلام، خشنی، باجی، قاسم، بازہ، ناصر، احمد بن عیسیٰ، عبد اللہ بن موسیٰ، زید بن علی، خلاس بن عمرو، فارس، بعض اصحاب احمد، امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، بعض مشائخ قرطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایک طلاق کے قائل ہیں۔ نیل الاوطار ج ۶ بحوالہ صفحہ ۲۴۴ وغیرہ

قدوری کی کتاب الطلاق میں طلاق کے اقسام کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

الطلاق علی ثلثۃ اوجہ احسن الطلاق وطلاق السنۃ وطلاق البدعۃ فاحسن الطلاق ان یطلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ واحدۃ فی طہر لم یجامعہا فیہ ویترکہا حتی تنقضی عدتہا۔ وطلاق السنۃ ان یطلق المدخول بہا ثلاثا فی ثلاثۃ اطہار۔ وطلاق البدعۃ ان یطلقہا ثلاثا بکلمۃ واحدۃ او ثلاثا فی طہر واحد فاذا فعل ذالک وقع الطلاق وبانت امرأتہ وکان عاصیا۔

ترجمہ: طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ طلاق حسنہ، طلاق سنۃ، طلاق بدعۃ۔ طلاق حسنہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو اس طہر میں ایک طلاق دے دے جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو پھر اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے۔

اور طلاق سنۃ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو تین طہر میں تین طلاقیں دے علاحدہ اور طلاق بدعۃ یہ ہے کہ ایک لفظ سے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے دے اگر کسی نے ایسا کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔

مجلس واحد یا طہر واحد کی طلاق کو ماننا نہ قرآن سے نہ حدیث رسول سے ثابت ہے۔ بلکہ یہ مبتدعانہ طریقہ جو خود رائی سے ہے اور ایجاد بندہ ہے۔ جو قرآن اور حدیث سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔

حنفی بھائی اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ جو یک وقت دی گئی ہو تینوں ہی واقع ہو گئی اور رجعت کا حق رد کر دینا ہوگا۔ میں ان سے یہ کہہ رہا ہوں کہ تقلیدی عصبیت سے خالی الذہن ہو کر سوچئے کہ الطلاق مرتان سے ثابت کیا ہو رہا ہے کہ طلاق دی دو مرتبہ ہے اس سے جدا جدا طلاقیں مراد ہیں اور مجلس واحدہ میں دو کا معنیٰ یک وقت شریک ہو رہا ہے۔ کہاں سے یک وقت دو کا مفہوم مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ کسی مفسر نے اس کی اس طرح تفسیر نہیں کی ہے کہ مسلسل دو طلاق مراد ہو اور دو وقت کی گنجائش نہ ہو یہ اصطلاح عرب اور اصطلاح شریع کے خلاف ہے جب بھی مرتان یا مرتین کا لفظ آئیگا تو مرۃ بعد مرۃ ہی مراد ہوگا۔

امام رازی تفسیر کبیر میں ہیں یوں

ان الطلاق المشروع متفرق لان المرات لاتکون الا بعد تفرق بالاجماع۔

اس بات پر اہل اجماع ہے کہ مرات کا وقوع بغیر تفریق کے ممکن نہیں سکتا۔ مرتان سے اتحاد مجلس مراد لینا جائز نہیں آیت مذکورہ الطلاق مرتان پر صاحب مدارک نسفی اس کی تفسیر اس طرح کی ہے

الطلاق الشرعی تطلیقۃ بعد تطلیقۃ علی التفریق دون الجمع والارسال مرۃ واحدۃ ولم یرد بالمرتین التثنیۃ ولکن التکریر کقولہ ثم ارجع البصر کرتین ای کرۃ بعد کرۃ لا کرتین اثنتین وھو دلیل لنا فی ان الجمع بین الطلقتین والثلث بدعۃ۔ فی طہر واحد۔

اللہ تعالیٰ اس بات نے یعنی مدارک سے شرعی طلاق ایک طلاق کے بعد دوسری تفریق کیساتھ طلاق دینا ہے اکٹھی دینا

دینا نہیں ہے اور دونوں کو اکٹھا کرنے کے ساتھ ایک دفعہ تین طلاقیں کا استعمال کر لینا مرتان سے دو اکٹھی طلاق مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مطلب بار بار دینا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد دوسری مقام پر ہے۔ ارجع البصر کرتین یعنی لوٹا دو دو بار یکے بعد دیگرے ایک ہیں دو طلاقوں کے ساتھ تیسری طلاق کو دو ٹام صریح بدعت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تفریق کے ساتھ تینوں طلاق دینے کا حکم فرمایا۔

قاضی بیضاوی الطلاق مرتان کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ معناہ التطلیق الشرعی تطلیقۃ بعد تطلیقۃ علی التفریق ولہذا قالت الحنفیۃ الجمع بین الطلقتین والثلاث بدعۃ یعنی شرعی طریقہ طلاق دینے کا یہ ہے کہ تفریق کیساتھ طلاق الگ دی جائے اسی وجہ سے دو طلاق کے ساتھ تیسری طلاق جمع کرنے کو حنفیہ بدعت کہتے ہیں۔ یعنی طلاق کا طریقہ علی التفریق ہے مگر تفریق کو چھوڑ کر اکٹھی تینوں طلاقوں کا استعمال از روئے شرع خلاف ہے بڑا بدعت ہے۔

نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب

اپنی کتاب ترجمان القرآن بلطائف البیان صفحہ ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس طلاق کی جس کی بعد رجعت ہو سکتی ہے دو نوبت ہے چنانچہ طلاق مرۃ بعد مرۃ ہونا ہو گی ایک دفعہ میں دو طلاق ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے۔

پھر اگر ایک طلاق دی یا دو بار میں دو طلاق تو جانے عدت تک اختیار رہے چاہے بہ نیت اصلاح واحسان پھیرے یا چھوڑ رکھے عدت گزرنے پر وہ جدا ہو جائیگی فان طلقہا فلا تحل لہ الایہ اس میں اختلاف ہے تینوں طلاق کو ایک بار دینا کیسا ہے؟

وہ تینوں ہو گئیں یا ایک جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تینوں ہو گئی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ان کے شاگرد ابن القیم اور قاضی محمد بن علی شوکانی اور ایک جماعت محققین کا مذہب یہ ہے کہ وہ ایک ہی طلاق ہوگی۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

(از عبدالوہاب استاد مدرسہ دارالھدیٰ ہرپن ہلی کرناٹک)

بتا اے بلبل نالاں یہ گلزاروں پہ کیا گذری
یہ ٹوٹا کوہ غم کیا یہ کاشانوں پہ کیا گذری

# جنوبی ہند کا ایک عظیم مرد مجاہد

حالات حضرت مولانا سید محمد اسمٰعیل صاحبؒ بانی جامعہ محمدیہ رائے درگ

## رائے درگ کا تاریخی مقام!

رائے درگ ایک دلچسپ تاریخی شہر ہے۔ جہاں پہاڑ پر اشوک دور میں سنسکرت یونیورسٹی ہونے کے پورے تاریخی شواہد پائے جاتے ہیں اور ہزاروں سال پہلے کی سنگ تراشی کے عجیب و غریب نمونے اور لاور ڈبدھا کی درسگاہوں کے منہدم اور حیرت انگیز آثار قدیمہ ہیں۔

نواب حیدر علی خان والی میسور ٹیپو سلطان شہیدؒ اور سینکڑوں علماء ربانی حاملان کتاب و سنت و باطلان شرک و بدعتؒ کے قدم میمنت لزوم سے مشرف ہونے کا شرف و فخر بھی رائے درگ کو حاصل ہے۔

## عرض!

حضرت العلام شیخ العلماء سربراہ جماعت اہلحدیث جنوبی ہند استاذی مولانا الحاج سید محمد اسمٰعیل صاحب سلفی بانی جامعہ محمدیہ رائے درگ کے حالات زندگی اور آپ کی دینی و مسلکی خدمات کا مرقع صفحۂ قرطاس پر اس لئے لا رہا ہوں۔ تاکہ ہماری موجودہ اور آئندہ نسلیں اپنے اسلاف کے حالات و واقعات خدمات و کاوشات کا مطالعہ کرکے دعا مغفرت کریں ساتھ ہی اپنی زندگی کو انہی نقوش پر ڈالتے ہوئے اپنے اندر بھی دینی و ملی خدمات کا ایک نیا جذبہ و ولولہ پیدا کریں۔

ذوالجلال والاکرام کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ مجھے بچپن ہی سے علماء اسلاف ہند کے حالات و واقعات پڑھنے کا بے حد شوق رہا ہے۔ اور ان اللہ والوں کی عقیدت و محبت و روحانی قربت اپنے قلب کی گہرائیوں میں پاتا ہوں فللّٰہ الحمد۔

؎ اُحِبُّ الصالحین ولست منھم۔ لعل اللہ یرزقنی صلاحا

میرے والد محترم ادھونی شیخ عبدالعزیز صاحب مرحوم رائے درگی اجداد ی حنفی المسلک تھے۔ حضرت مولانا مرحوم کے بیانات و مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر مسلک اہلحدیث کو قبول کیا تھا۔ مولانا کے بڑے مداح و جاں نثار تھے۔ اسی عقیدت مندی میں والد صاحب نے مجھے مولانا کے جامعہ میں داخل کیا تھا۔ لہٰذا مجھے مولانا کا ہم وطن اور آپ کے مدرسہ کا طالب علم ہونے کے ناطے سالوں آپ کی خدمت کرنے کا، آپ کی مصاحبت و ہم نشینی میں رہنے کا موقع ملا ہے۔

جس وقت آپ فرماتے تھے۔ رات گئے تک آپ کی خدمت میں بیٹھ کر عالم عرب سے آئی ہوئی نئی پرانی کتب کا حوالہ دیکر باتوں کو ذہن نشین کراتے ہوئے آگے بڑھاتے اس لئے میں مولانا مرحوم کے چیدہ چیدہ مستند واقعات لکھنے کی جسارت کرتا ہوں۔

آپ کی اونچی شخصیت پر کچھ لکھنا میرے لئے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اپنی کوتاہ علمی و بے مائیگی کا خوب احساس ہے۔ لیکن پھر بھی عقیدت و محبت کا کارواں جانب منزل رواں دواں ہے۔ خلوص و محبت کے گلہائے عقیدت مولانا کی خدمت میں نذر کرنا چاہتا ہوں۔

## نور توحید کی آمد!

حضرت مولانا سید عبدالقادر صاحب عرف سید قادر پاشا صاحب مستقل باونٹ مدراس میں رہتے تھے۔ پکے موحد و ہرد تقویٰ کے مجسم تھے۔ آپ نے اپنی عمر کا اکثر حصہ کتاب و سنت کی اشاعت میں صرف فرمایا ہے۔

مسلک سلف کو پھیلانے میں آپ نے جنوبی ہند کے خاک کا ذرہ ذرہ چھانا ہے تقریر کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک تقریر پر مجلس سے کئی کئی آدمی کھڑے ہوتے اور شرک و بدعت سے تائب ہوتے سفر سے واپسی پر وطن مدراس میں بھی آپ کو دن رات یہی فکر رہا کرتی تھی کہ کوئی اللہ کا بندہ ملے اور اس کے کان میں حق بات ڈالدیں۔ حضرت مولانا مرحومؒ کے والد سید سرمست حسین صاحب ۲۰ سال کی عمر میں اردو مدرس ٹریننگ کے لئے شہر مدراس تشریف لے گئے تھے۔ دھوبی پیٹ مدراس میں آپ کا قیام تھا۔ آپ کی روایت تھی کہ مولانا عبدالقادر صاحب تبلیغ فرماتے ہوئے گلیوں، بازاروں، شاہراہوں پر گھومتے تو لوگ مولانا کے نورانی چہرہ پر تھوکتے۔ مولانا اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے غلاظت رومال سے پاک و صاف فرماتے ہوئے دعاء خیر کرتے ہوئے پھر آگے بڑھ جاتے۔ آپ کو بڑا تعجب ہوتا کہ ایسے نورانی چہرے پر لوگ کیوں تھوکتے ہیں۔ پوچھنے پر لوگ یہ کہتے یہ دیوانہ کہتا ہے اس سے بات نہ کرو ورنہ زہر اثر کرے گا۔

آخر خدا نے آپ کو تلاش حق کی توفیق دی۔ نشان پتہ معلوم کرکے مولانا کی خدمت میں پہونچے۔ مسجد میں ملاقات ہوئی۔ علیک سلیک کے بعد مسئلہ توحید پر بحث ہوتی رہی۔ آخر آپ مولانا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے آبائی مشرکانہ عقائد سے تائب ہوئے آپ کا نام سید سرمست کی جگہ سید عبداللہ رکھا گیا ساتھ ہی ایک تقویۃ الایمان بھی عنایت فرمائی۔ الحمدللہ اس ملاقات و کتاب کی برکت سے مولانا مرحوم کے خاندان میں توحید کی روشنی آئی۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔ پھر زندگی بھر آپ مسلک اہلحدیث کو پھیلانے کی سعی فرماتے رہے۔ اسی مسلک کی ترقی و ترویج اور اپنے صدقۂ جاریہ کے لئے اپنے نور نظر سید محمد اسمٰعیلؒ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ یہاں کے ثقہ بزرگوں کا قول ہے کہ مولانا مرحوم کے والد ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے بچہ کا نام اسمٰعیل اس خیال سے رکھا ہے کہ میرا یہ بچہ کتاب و سنت مسلک عمل بالحدیث کی اشاعت میں سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح قربان ہو جائے اور شاہ اسمٰعیل کی طرح شہید ہو جائے۔ ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

## ولادت و تعلیم!

آپ کی ولادت سعادت یکم رجون سنہ ۱۹۱۹ء مطابق سنہ ۱۳۳۷ھ کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ کرنول میں ہوئی۔

بانی مدرسہ مولانا محمد عمر صاحب سے خاص تلمذ حاصل ہے یہاں مولانا کے ہم سبق سید ظہوراللہ صاحب حسینیؒ و مولانا شمس الدین صاحبؒ ناظمان اسلامیان اسلامیہ کالج کرنول تھے۔ اس وقت حضرت مولانا فقیر اللہ صاحب پنجابی مرحوم کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا کئی سال آپ کی خدمت میں رہ کے حدیث و تفسیر کی بہت سی کتابیں آپ سے پڑھیں۔

استاذی کے حسب ایماء مدرسہ سلفیہ غزنویہ امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ سلفیہ کے اساتذہ اور خصوصاً مہتمم مدرسہ مولانا عبدالغفور صاحب غزنوی مالک مطبع القرآن والاسلام تلمیذ حضرت میاں صاحب محدث دہلوی سے دس سال تک خوب استفادہ حاصل فرماتے رہے۔ صحاح ستہ کی تکمیل آپ سے کرکے باقاعدہ سند حدیث بھی حاصل فرمائی۔ گویا آپ حضرت شیخ الکل فی الکل کے دو شاگردوں کے شاگرد ہوئے۔ جس طرح امرتسر کے علماء غزنویہ پر علامہ ابن تیمیہؒ کے علوم کی گہری چھاپ تھی۔ اسی طرح ان کے فیض یافتہ مولانا مرحوم پر بھی اس کے گہرے اثرات تھے۔

آپ تحصیل علم میں بڑے حریص تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مدرسہ سلفیہ غزنویہ گلی منڈی سے روزانہ صبح سویرے دو میل پیدل حضرت مولانا شیخ الاسلام محمد ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کے درس قرآن کی سماعت کے لئے مسجد جامع ثنائیہ تشریف لیجاتے تھے۔ آپ مدرسہ سلفیہ کی طالب علمی کے دوران اور بعد بیسیوں جلسہ ہائے دینی و سیاسی و مجلس ہائے مناظرہ تقریری و تحریری میں مولانا امرتسریؒ کے مصاحب رہے ہیں۔

سنہ ۱۹۲۲ء میں شدھی سنگٹھن سدکا نہ راجپوتانہ میں ایک لاکھ مسلم کو آریہ سماج نے مرتد کر دیا تھا۔ ان حضرات میں تبلیغ کے لئے ہر مدرسہ سے علماء و طلباء بھیجے گئے تھے جامعہ سلفیہ غزنویہ سے بھی پانچ طلبہ کو مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ و مولانا میر محمد ابراہیمؒ

صاحب سیالکوٹی نے امتحان لے کر منتخب کیا اور ان میں مولانا مرحوم کو امیر جماعت مقرر فرمایا تھا۔ آپ کے ساتھی علماء میں مولانا عبد القیوم صاحب رحمانی [illegible] مولانا احمد صاحب [illegible] مولانا عبد الرحمٰن صاحب پشاوری، مولانا عبد الکریم صاحب بمبئی تھے۔ یہاں آپ امیر وہابی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی رفاقت میں آٹھ ماہ تک رہے۔ اس دورۂ تبلیغ سے واپسی کے بعد مسند فراغت حاصل فرما کر وطن واپس تشریف لائے۔ فراغت کے بعد بھی علماء غزنویہ سے رابطہ باقی رہا۔ سالہا سال تک علماء غزنویہ وانم باڑی تشریف لاتے رہے۔ جیسے مولانا عبد الغفور صاحب غزنوی، مولانا عبد التواب صاحب غزنوی، مولانا عبد الکریم صاحب غزنوی امین غزنویہ، مولانا عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد شریف صاحب سعودی جامعہ ہذا کا آنا جانا برابر تھا۔

## ایک تاریخی گوشہ!

یہاں اس واقعہ کا ذکر معلومات میں اضافہ سے خالی نہ ہوگا کہ جنوبی ہند میں تحریک اہلحدیث کی اشاعت میں علماء پنجاب کا بالواسطہ اور علماء غزنویہ کی دو خاندانوں کا بھی بڑا دخل رہا ہے۔ اس خاندان سراپا احسان کے منبع فیض جامعہ سلفیہ کا یہ فیض ہے کہ اس کے فیض یافتہ جہاں بھی ہیں ان کے ذریعہ مدرسہ کی شکل میں تبلیغ و اشاعت کا فیضان جاری ہے۔ محترم الحاج کاکا محمد عمر صاحب بانی جامعہ دارالسلام عمرآباد بھی جوانی میں تجارت کے دوران میں اکثر امرتسر تشریف لے جاتے اور وہاں مہینوں قیام فرماتے تھے۔ وہ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی کے درس قرآن میں پابندی سے شریک ہوتے۔ اس درس قرآن کی برکت کا نتیجہ تھا کہ آپ پکے موحد سلفی بن گئے تھے۔ آپ کے دل میں مدرسہ قائم کرنے کا خیال ہوا۔ اس خیال کی عملی زندہ تعبیر آج جامعہ دارالسلام عمرآباد کی شکل میں موجود ہے۔

[illegible] حضرت مولانا کی روداد بھی کہ جب پہلی مرتبہ مدراس میں الحاج کاکا محمد عمر صاحب سے ملاقات ہوئی تو کاکا صاحب نے مولانا مرحوم سے دریافت فرمایا کہ آپ کی تعلیم کہاں ہوئی؟ مولانا نے فرمایا جامعہ سلفیہ غزنویہ امرتسر میں۔ یہ سن کر کاکا صاحب نے مسرت انداز میں فرمایا میں بھی وہیں کا فیض یافتہ ہوں۔

## مناظرہ سرگی!

جامعہ سلفیہ امرتسر سے فراغت کے بعد عنفوان شباب ہی میں آپ جنوبی ہند میں مسلک اہلحدیث کی اشاعت میں مصروف رہے۔ غالباً ۱۹۲۲ء کا واقعہ ہے۔ آپ حاجی الحاج سید عبد السلام صاحب مرحوم بیرون فیکٹری کی [illegible] تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سرگی کے ایک بزرگ سے جو تجارت کے سلسلے میں [illegible] آئے ہوئے تھے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی [illegible] نامی بریلوی عالم ہمارے علاقے میں آیا ہوا ہے۔ جماعت اہلحدیث کو [illegible] سے پریشان کر کے ایک کہرام مچا دیا ہے۔ علمائے اہلحدیث کو مناظرہ کی دعوت بھی دے رہا ہے۔ اگر چند دن یہی حال رہا تو کچھ اہل حضرات کے عقائد بدلنے کا بھی خوف و خطر ہے۔ لہٰذا آپ [illegible] سرگی تشریف لے چلیں اور جماعت کو سنبھالیں۔ [illegible] سرگی تشریف لے گئے۔ جمعہ کا دن تھا۔ بعد نماز جمعہ بریلوی عالم کے نام عربی خط لکھ کر جواب طلب فرمایا۔ خط پڑھ کر اس نے بعد [illegible] جواب دینے کا وعدہ کیا۔ پھر یوں ہی مغرب و عشاء تک [illegible] بعد نماز صبح کا وعدہ کیا۔

دوسرے دن صبح جب اخوان جماعت جواب لینے گئے تو بریلوی عالم کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ رات ہی رات بھاگ گیا ہے۔ اب تو بریلویوں کو بڑی کوفت ہوئی اور ندامت و شرمساری ہوئی۔ [illegible] ہم آپ کے ساتھ ہیں [illegible] اہلحدیث [illegible] ہو جائیں گے۔ [illegible] مناظرہ منعقد ہوا۔ بریلوی عالم نے اہل حدیثوں پر [illegible] دجال [illegible] کے نشانات [illegible] وہ ابلیس [illegible] ہے جس کی [illegible] موجودہ دجال ہے [illegible] معاذ اللہ [illegible] ان الزامات کی صفائی میں حضرت مولانا [illegible] الفتح [illegible] ان اللہ لا یحب [illegible]

صلوٰۃ رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ (اہلحدیث ابوداؤد و مسلم) پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا آپ تو حضور پر نور فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتوں اور طریقوں پر عمل کرنے والی جماعت کو دجال و ابلیس کے نام سے یاد کرتے ہیں (نعوذ باللہ)

مولانا کی گرجدار آواز قرآن مجید و حدیث پاک کے دلائل سے بریلوی عالم ایسا مرعوب و متاثر ہوا۔ ایسا عاجز و لاچار ہو گیا کہ پہلی ہی تقریر میں اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اور خوف کے مارے جلد کسی طرح کانپنے لگا۔ آخر لب کشا ہوا کہ یوں ہوا تلبیس ابلیس میں آگیا تھا۔ لہٰذا اس سے تائب ہوتا ہوں۔ اسی وقت مجمع جاگ گیا۔ دشمنوں کے سارے عزائم بڑے غرور خاک میں مل گئے (وللہ الحمد) اس مجلس مناظرہ میں مولانا عبد اللہ صاحب پنجابی ثم مدراسی برادر خلیفہ حضرت محدث غازی پوری بھی موجود تھے۔

اس کے بعد احباب سرگی نے آپ کو باصرار دینی خدمت پر منظور کرا لیا۔ یہاں آپ نے جماعت کی سرپرستی میں مدرسہ دار الحدیث کی بنیاد رکھی جس کی نظامت بعد میں مدت دراز تک مولانا عبد الشکور صاحب رحمانی فرماتے رہے۔ اس وقت عمرآباد کے قابل جوان سال شاعر مولانا عبد الحق صاحب [illegible] عمری بحسن و خوبی مدرسہ کو سنبھال رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مولانا مرحوم نے یہاں واقع مسجد سے متصل ایک وسیع و عریض زمین مسجد کے احاطے میں شامل فرمائی۔ یہاں آپ قریب دو سال تک رہے پھر اپنے والد کے اصرار پر واپس تشریف لائے۔

## وطن واپسی اور مدرسہ محمدیہ کا قیام!

جنوبی ہند جہاں دینی تعلیمات کا فقدان اول روز ہی سے تھا۔ عام بے دینی و جہالت کے پیش نظر اس زمین [illegible] میں آپ نے بے مایہ بلا سرمایہ توکلاً علی اللہ ۱۹۲۴ء میں جماعت کے ایک نوجوان کے چبوترے پر اصحاب صفہ کی شکل میں طالبان علوم دینیہ کو لے کر مدرسہ محمدیہ کی داغ بیل ڈالی۔ مسلک سلف کی اشاعت و مدرسہ کی ترقی و استحکام اور اس کے فیوض و برکات کو وسیع تر کرنے کے لئے آپ نے پورے جنوبی ہند کا دورہ کیا۔ مسلک سلف و مدرسہ کے لئے آپ نے خود کو وقف کرتے ہوئے خون پسینہ ایک کر دیا تھا۔ آپ کی محنت و کوشش، بعدہٗ جماعت کے پرخلوص تعاون سے اس درسگاہ نے جامعہ کی شکل اختیار کر لی۔ جو آج شجرۂ طیبہ مبارکہ کی شکل میں شاہراہ پر جامعہ کی منظر در شکوہ عمارت روشنی کا مینار علم دین کا پاسبان مرکز رشد و ہدایت بن کر کھڑی ہے۔ ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہی کی لگائی ہوئی ہے

یہ مادر علمی گلستان محمدی سے فیض حاصل کرنے والے کے لئے نہ صرف ہندوستان بیرون ہند جیسے کولمبو، سرندیپ، سیلون سے کاروان آتے رہے اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے رہے۔ اب بھی اس دریائے علم سے قافلے سیراب ہو رہے ہیں۔ جامعہ کے سیکڑوں فارغین ہر طرف پھیل کر خالص مسلکی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی دور نظامت میں جامعہ کو ہندوستان کے مشہور و معروف قابل [illegible] آسمان علم کے درخشندہ ستارے [illegible] سابق شیوخ میں احد عشر کوکبا [illegible] و مخلصین [illegible] ستائش و لائق تحسین [illegible] جنہوں نے جامعہ کے علمی معیار کو بلند کرنے میں بڑے کردار ادا کئے ہیں۔

## احد عشر کوکبا!

(۱) مولانا ظہیر الدین صاحب اثری رحمانی سابق ناظم جامعہ دارالسلام عمرآباد (۲) استاذی مولانا سید محمد عباس صاحب عالی عمری خلف الصدق حضرت مولانا مرحوم (۳) مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی عمری موجودہ شیخ الجامعہ محمدی مالیگاؤں (۴) مولانا عبد العزیز صاحب اعظمی عمری (۵) مولانا حافظ عبد اللہ صاحب عقیل متوی اعظمی (۶) مولانا محمد داؤد صاحب شیخ الحدیث شاہجہاں پوری (۷) مولانا سعید الدین صاحب جباری ثم استاذ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی (۸) مولانا شیخ محمد عمر صاحب یمنی ثم حیدرآبادی (۹) استاذی مولانا عبد العزیز صاحب رحمانی مدیر [illegible] کرنول (۱۰) بقیۃ السلف حضرت [illegible] صاحب سلفی خلف الرشید حضرت مولانا عبد اللہ صاحب پنجابی (۱۱) استاذی مولانا [illegible] صاحب [illegible] عمری۔ دہلی۔

(باقی اگلے شمارہ میں)

# ہم پر شر پسندی کا الزام کیوں؟

مرکزی دار العلوم بنارس میں طلبا جامعہ سلفیہ نے ۱۸ فروری ۱۹۸۳ء کو اسٹرائک کی جس کے نتیجہ میں جامعہ غیر معینہ مدت کے لئے بند کر دیا گیا۔ بعد میں مولانا عبد الوحید رحمانی ناظم جامعہ سلفیہ نے ۸ مارچ کو جامعہ کھولنے کا اعلان کیا۔ جامعہ کھلنے کے بعد بہت سارے طلبا کا اخراج اس بنا پر ہوا کہ وہ شر پسند تھے۔

ہم پر شر پسندی کا الزام اس لئے عاید کیا گیا کیونکہ ہم انصاف کے طالب ہیں۔ ہم پینے کے لئے پانی اور حیات بستعار کے لئے کھانا طلب کرتے ہیں۔ مکر اور شی کے نتیجہ کے طالب ہیں۔ ہم صفائی ستھرائی چاہتے ہیں۔ مرکزی دار العلوم کو مرکز تجارت نہیں بلکہ مرکز علم و فن چاہتے ہیں۔ مفسدین کا اخراج اور صالحین کا وجود پسند کرتے ہیں۔ مخلص اساتذہ اور سنجیدہ ارکین چاہتے ہیں۔ ایسے ناظم جامعہ کے طالب ہیں جو انتہائی غور و فکر اور باہمی مشورت سے فیصلہ صادر کرے۔ دو طرفہ بات کی روشنی میں ہو کر طلبہ سے اور اپنے فیصلے کو مطلوبہ فیصلہ کہے جس میں ترمیم و تنسیخ کی چنداں ضرورت محسوس نہ کرے۔

علماء اہل حدیث عموماً اور ناظم عبد الوحید رحمانی خصوصاً سن لیں کہ ہمیں شاندار و فلک بوس عمارت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بہترین تعلیم اور لائق اساتذہ درکار ہیں۔ حضرت الاسلام محدث مبارکپوری جامعہ کے صدر ہیں۔ لیکن ان کا ایک حکم بھی نہیں چلتا آپ کا کہنا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں اس وقت تک جامعہ سلفیہ میں سلفیت کی برانچ چاہیے لیکن ناظم عبد الوحید رحمانی صاحب اگر چہ بہتر اور شاندار عمارت کے چکر میں ہیں۔ ہم صرف مولوی نہیں بننا چاہتے۔ بلکہ حامیین قرآن و سنت کے ساتھ مغربی علوم و فنون سے بھی بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ فارغین جامعہ سرسید مرحوم کا ذہن و دماغ رکھتے ہوں۔ تو یہ تحریر دونوں میدان کے شہسوار ہوں۔ جیسا کہ ماضی قریب میں مولانا ابو الکلام آزاد کی شخصیت تھی۔ ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں درس نظامی میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔

ہم ایسا نظام چاہتے ہیں جو مشرقی علوم و فنون کے ساتھ ساتھ مغربی علوم و فنون سے روشناس کرائے۔ علاوہ ازیں فراست سرسید کی تعریف کو ان ہی کی ساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جس کو ہم آج مسلم یونیورسٹی کے نام سے جانتے ہیں اگر وہ اس دور میں پیدا ہوتے اور مسلم یونیورسٹی کو نہ قائم کرتے تو آج ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت اور بھی خستہ ہوتی۔

آج بڑے مولویوں کی نہیں بلکہ سید جمال الدین افغانی جیسے عالموں کی ضرورت ہے۔ شیخ حسن البنا اور سید قطب شہید کی ضرورت ہے۔ مولانا اسمٰعیل محدث دہلوی کی ضرورت ہے۔ جو قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ میدان جنگ کے بھی شہسوار تھے۔ آج منطق کی تعلیم بے سود ہے۔ فلسفہ قدیم کا پڑھنا پڑھانا تضیع اوقات کا اظہار کرنا ہے۔ اس کے برعکس مغربی علوم و فنون کو حاصل کرکے اہل مغرب کو شکست دینے کی ضرورت ہے جس طرح انہوں نے ہمارے علوم و فنون حاصل کرکے ہم کو شکست دی۔

زہیر احمد حبیب اللہ گونڈوی
جامعہ سلفیہ بنارس

---

## مبلغ جمعیۃ اہلحدیث راجستھان

اطلاعاً تحریر ہے کہ جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سرواڑی کچھ عرصہ پہلے جمعیۃ اہل حدیث راجستھان کے مبلغ مقرر کئے گئے تھے۔ اب وہ مدرسہ اہلحدیث کنکروی ضلع اجمیر راجستھان میں بچوں کو پڑھانے اور امامت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جمعیۃ کے مبلغ نہیں ہیں۔

خادم: عبد العلیم
نیو انڈیا فارمیسی لکھنؤ

---

## اے کاش نظر ہوتی

(عارف سراجی گونڈوی گرانٹ ضلع بستی)

قرآن کے پاروں میں — تکبیر کے نعروں میں
گلشن کی بہاروں میں — موسم کے نظاروں میں
افلاک کے تاروں میں — ذروں میں شراروں میں
توحید کے جلوے ہیں
اے کاش نظر ہوتی

انسان کی بستی میں — مخلوق کی ہستی پر
ہر صفت دلیستی میں — ہر بحر میں کشتی میں
ایمان کی مستی میں — ہاں نغمہ چشتی میں
پیغام رسالت ہے
اے کاش نظر ہوتی

تاریخ سناتی ہے — اسلاف کے افسانے
ایمان کی قوت سے — توڑے تھے صنم خانے
اللہ کے دیوانے — ملت کے تھے فرزانے
اب ان کو کہاں ڈھونڈیں
اے کاش نظر ہوتی

ہر سمت تباہی ہے — ظلمت ہے سیاہی ہے
فتنہ ہے لڑائی ہے — مظلوم خدائی ہے
کیا اب بھی نہ تھاموگے — دامن شہ بطحیٰ کا
عارف کی نظر کیا ہے
اے کاش نظر ہوتی

---

## ضروری اعلان

اخبار ترجمان کا سالانہ چندہ صرف منیجر ترجمان کے پتہ پر ہی ارسال کریں۔ کسی کے ذاتی نام سے رقم وصول نہیں ہوگی آپ کا منی آرڈر واپس ہو سکتا ہے۔

اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔ جن حضرات کو ابھی تک سالانہ چندہ کی وصولیابی کی رسید نہیں ملی ہے۔ وہ اپنا خریداری نمبر اور رقم کا حوالہ دیکر رسید طلب کریں۔

کتابیں منگانے کا پتہ مندرجہ ذیل ہے

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۶ دہلی ۶

D (D) 712

# FORTNIGHTLY TARJUMAN

317, PRESS STREET, SADAR BAZAR, DELHI-110006

## مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی مطبوعات

| کتاب | قیمت |
|---|---|
| رحمت للعالمین مکمل سیٹ | 45/0 |
| ترمذی شریف مکمل | |
| تاریخ اسلام مکمل سیٹ | 100/0 |
| ترجمان القرآن اول دوم سوم چہارم مکمل سیٹ | 125/0 |
| قاموس الجدید اردو عربی | 27/00 |
| منجد | 80/00 |
| اسلامی وظائف | 15/50 |
| تیسیر القرآن مجلد | 80/00 |
| پارہ عم " | 35/00 |
| جلالین مجلد اول | 20/00 |
| [illegible] | 5/50 |
| [illegible] | 5/00 |
| [illegible] | 2/00 |
| [illegible] | 5/50 |
| فتاوی علماء اہلحدیث اول | 9/50 |
| " " دوم | 18/00 |
| قرآنی تعلیم اول | 4/50 |
| " دوم | 4/50 |
| مسلمان اپنے آپ کو پہچان | 1/50 |
| اسلامی نظام حکومت / اجراء ... علامہ محمد اسمٰعیل گوجرانوالہ | 2/0 |
| درجات المتقین / شیخ الاسلام ابن تیمیہ / دستور المتقین | 1/50 |
| [illegible] | 13/0 |
| [illegible] | 10/00 |
| اصول تفسیر ابن تیمیہ | 5/00 |
| سنت اور بدعت | |
| اصول ... محمد بن عبدالوہاب | |
| جنن اسلام اول | 1/20 |
| " دوم | 2/0 |
| " سوم | 2/5 |
| " چہارم | 2/- |
| " پنجم | 5/- |
| اسلامی کہانیاں اول | 1/50 |

| کتاب | قیمت |
|---|---|
| جنن اسلام دوم | 4/00 |
| " سوم | 2/50 |
| " چہارم | 2/- |
| " پنجم | 5/00 |
| اسلامی کہانیاں اول | 1/50 |
| " دوم | 2/00 |
| " سوم | 2/50 |
| آسان حساب اول | 1/50 |
| " دوم | 2/- |
| " سوم | 2/50 |
| معلومات عامہ اول | 1/50 |
| " دوم | 2/- |
| " سوم | 2/50 |
| ہندی پرائمری لیپ تک | 1/0 |
| [illegible] | 1/- |
| فضائل ماہ محرم و یوم عاشورہ | 1/0 |
| بیان الایمانیات | 3/0 |
| [illegible] | 6/50 |
| [illegible] | 5/50 |
| [illegible] | 1/50 |
| اسلام اور اہلحدیث / حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری | 5/50 |
| [illegible] | 3/00 |
| اسلامی عقیدہ علامہ عبدالرحمن رحمانی | |
| کلمہ طیبہ | 1/00 |
| شرک کیا ہے امام ابن تیمیہ | 2/50 |
| اسلامی عقیدہ | 3/0 |
| امامت اور سیاست ابن تیمیہ | |
| احکام نماز محمد بن عبدالوہاب | |
| توحید کیا ہے؟ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب | 2/50 |
| مسنون دعائیں امام غزالی | 1/50 |
| کردار کا جادو شاہ ... الدین | 1/50 |
| قانون الٰہی یا انسانی عبدالقادر / مودودی | 3/50 |

| کتاب | قیمت |
|---|---|
| قرآن اور دعوت انقلاب / سید قطب شہید | 1/50 |
| چالیس حدیث امام نووی / انگریزی اردو | 8/00 |
| اقبال اور علوم اسلام ڈاکٹر حسین خان ریٹائرڈ چیف جسٹس آف پاکستان | 6/00 |
| مولانا مودودی کا جرم کیوں / سبحان خان | 2/50 |
| قرآنی اخلاق پروفیسر عبدالصمد | 3/0 |
| رہنما کتاب حافظ محمد ذکی | 5/00 |
| حضرت عائشہ کی شادی اور اصل عمر / محمد فاروق خان ایم اے | /50 |
| انسانیت کی تعلیم اور اسلام / پروفیسر عبدالمجید صدیقی | 1/00 |
| رسول اللہ کی نماز / علامہ محمد اسمٰعیل گوجرانوالہ | 4/00 |
| شاہ ... / [illegible] | 3/50 |
| مہر نبوت علامہ قاضی سلیمان / منصورپوری مؤلف رحمۃ للعالمین | 2/0 |
| سیرت ابن تیمیہ ابوزہرہ مصری | |
| اجتہاد و تقلید امام ابن تیمیہ | |
| توحید اور کفر محمد بن عبدالوہاب | |

**آزاد کی تصانیف**

| کتاب | قیمت |
|---|---|
| مضامین الہلال | 9/00 |
| برکات آزاد | 2/50 |
| قول فیصل | 2/50 |
| شہکار اعظم | 6/50 |
| انسانیت کے دروازے پر | 9/00 |
| کاروان خیال | 9/50 |
| غبار خاطر | 16/50 |

**مولانا وحید الدین خاں کے قلم سے**

| کتاب | قیمت |
|---|---|
| دین کیا ہے | 4/00 |
| تعمیر ملت | 3/50 |
| ظہور اسلام | 12/00 |
| تاریخ کا سبق | 3/00 |
| مذہب اور سائنس | 4/50 |
| تعارف اسلام | 4/50 |
| تجدید دین | 3/50 |
| الاسلام | 15/50 |
| زلزلہ قیامت | 3/50 |
| عقلیات اسلام | 3/50 |
| فسادات کا مسئلہ | 3/50 |
| مذہب اور جدید چیلنج | 15/50 |
| اسلام دین فطرت | 3/50 |
| اسلامی دعوت | 3/- |
| قرآن کا مطلوب انسان | 5/50 |
| اعلام الموقعین امام ابن قیم / ... محدث | |
| مشرک کون؟ محمد بن عبدالوہاب | |
| سیرت رسول | |

**مکتبہ ترجمان کی کتابیں**

آپ کتب خانہ عزیزیہ، کتب خانہ رشیدیہ، اور انجمن ترقی اردو، کتب خانہ سوہیہ سے بھی حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے ہاں سے سبھی کتب خانوں کی کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

نوٹ :- مکتبہ کو خط لکھتے وقت اپنا مکمل پتہ انگریزی میں لکھیں۔ تاجر حضرات اور مدارس کو -/22 کمیشن دیا جاتا ہے۔

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس ۱۳۰۶ دہلی ۶

... دہلی سے چھپوا کر ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی سے شائع کیا۔